رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے

متعلق خط و کتابت بنام

مینیجر ہو

فہرست

ایڈیٹر ۔ غلام نبی ❋ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان ❋

نمبر ۷۱ | مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۱۳ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیحؑ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ عنقریب تشریف لانیوالے ہیں۔

۱۰ تاریخ کو خطبہ جمعہ مولانا مولوی سرور شاہ صاحب نے پڑھا

مکرم جناب ذوالفقار علیخان صاحب کا ایک لڑکا کئی دن سے بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت و عافیت کیلئے دعا فرماویں

ٹریٹوریل کمپنی میں بھرتی ہو کر ایک اور پارٹی جس میں قریباً ۴۰ جوان ہیں۔ جالندھر گئی ہے۔ جو ایک مہینہ کام سیکھ کر واپس آجائیگی ❋

ہز رائل پرنس آف ویلز کو جو تبلیغی تحفہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کا اُردو مضمون کاتب لکھ رہا ہے۔ امید کہ جلد شایع ہو جائیگا

مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیتؐ

گولڈ کوسٹ کا آخری دورہ

اشانٹی چیف کا اسلام

(نوشتہ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر۔ ۲۲ نومبر سنہ ۲۱ء)

کیپ کوسٹ ۸ ۔ نومبر سنہ ۱۹۲۲ء کو نو آبادی کے شمالی علاقہ کا دورہ کرنے کی غرض سے مسافر نے سفر کا ارادہ کیا۔ اور موٹر نے ۱½ گھنٹہ کے بعد گولڈ کوسٹ کے تعلیمی مرکز میں پہنچا دیا۔ سکنڈی کی سڑک بند تھی۔ اور خاص اجازت حاصل کرنے اور مخصوص موٹر لینے کے سوا سکنڈی جانا ممکن نہ تھا۔ اسلئے فضل کا انتظار کرنے اور کیپ کوسٹ کو جہاں کی آبادی ۹۹ فیصدی مسیحی ہے پیغام مسیح پہنچانے کی غرض سے ٹھہر گیا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ کالج اور مدرسے بند ہو رہے تھے۔ اور طلباء و پروفیسر گھروں کو جا رہے تھے۔ قدرتاً مجمع کو جمع کرنے کا سامان تھا۔ اس سے فائدہ اٹھا کر ایک چوک میں وعظ شروع کر دیا۔ اور فہیم طلباء و اساتذہ کی ایک جماعت جمع ہو گئی۔ مختصر طور پر پیغام حق پہنچا دیا گیا۔ اور اس فرض سے فارغ ہوا ہی تھا۔ اور آخری سوال کا جواب دے رہا تھا کہ Master. Car for Seccondi "صاحب! سکنڈی کے لئے موٹر" آواز آئی۔ اور خدا نے اپنے فضل سے مخصوص اجازت کے ساتھ مخصوص موٹر سکنڈی کے لئے

بھجوادی۔

یہ شہر نہایت شاندار ہے۔ نوآبادی کا مسیحی تبلیغی مرکز ہے موجودہ حالات اجازت نہیں دیتے۔ کہ یہاں لمبا قیام کیا جائے ورنہ ارادہ تھا کہ یہاں لمبا عرصہ ٹھہروں۔

سکنڈی

کیپ کوسٹ سے روانہ ہو کر راستہ میں المینا آیا۔ یہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر شاندار سابق ڈچ قلعہ کے نزدیک لوگوں کو مخاطب کیا۔ بہت لوگوں نے پیغام حق توجہ سے سُنا۔ اسجگہ صرف چند ہوسا لوگ رہتے ہیں۔ جو بدنمونہ سے اسلام کو بدنما بھیانک صورت میں پیش کرتے ہیں۔ المینا سے روانہ ہو کر تیسرے پہر سکنڈی پہنچا۔ اور گولڈ کوسٹ کے درجہ دوم بندر میں لالہ ستھا رام براد رس کے ہاں ذخائر اعجوبہ Wonder store کی شاندار عمارت میں ٹھہرا۔

قصبہ میں پھر کر پبلک پارک اور رؤسا کے چوکوں میں تقریریں کیں۔ تقاریر کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

(۱) پارک جہاں سینکڑوں لوگ جمع ہوئے۔ اور سلسلہ سوالات وجوابات نہایت عمدگی سے وقوع میں آیا۔ اور تمام تقریریں بالترجمان ہوئیں۔ ۳ لیکچر (ا) اسلام اور مسیحیت (ب) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بائبل میں (ج) وفات مسیح (۲) ہوسا لوگوں کو وعظ (۳) یوروبا لوگوں کو وعظ۔ متفرق ملاقات۔ انفرادی تبلیغ اور مسیحیوں و اوغیر مسیحیوں سے مباحثات ہوتے رہے۔ اسقدر مصروف وقت گذرا۔ اور اتنا بولنا پڑا کہ گلا پڑ گیا۔ خداوند کریم کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو گئی۔ اور دس آدمیوں نے بیعت کی ؎

آبدانی

سکنڈی سے نو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں برلب بحر واقعہ ہے۔ جہاں مسلمان فوقین رہتے اور کاروبار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو جب عمر نام ایک فنٹی مسلمان نے جو سلسلہ عالیہ میں شامل ہو چکا تھا۔ خبر کی۔ تو چونکہ یہ لوگ محض بات کا یقین کم کرتے ہیں۔ اسلئے دو خاص آدمی مجھے دیکھنے کے لئے آئے اور اپنے گاؤں میں بلانے کی دعوت دی۔ اس دعوت کو قبول کر کے سکنڈی سے چیمہ نام جگہ تک موٹر میں اور وہاں سے پیدل "آبدانی" گیا۔ یہاں ۲ دو لیکچر اور مسائل کے جواب دیئے۔ اور لوگوں کو کانفرنس سالٹ پانڈ میں شامل ہونے کی دعوت دی اس گاؤں میں جانے پر فنٹی لوگوں کی آخری جماعت کو جس کا ہمیں علم نہ تھا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبر پہنچائی گئی۔ اور پہلی مرتبہ مچھلیوں کے تنور دیکھے۔ یعنی تنور بناکر اسمیں آگ جلائی جاتی ہے۔ اور گرم شدہ چھت پر مچھلیاں بھون کر خشک کی جاتی ہیں۔ اور بغرض فروخت شہروں اور دیہاتوں میں بھیجی جاتی ہیں۔ آبدونی۔ آبدوں۔ آبدوم۔ اور آبدان وغیرہ قصبات کے نام کا مادہ "آبادی" سمجھکر زبانوں کے اشتراک پر غور کیا۔ نیز شمہ۔ چیمہ کے برلب بحر قصبے نے قادیان کے مضافات کی طرف طبیعت کو پھیر دیا۔ آبدونی سے واپسی پر مد کا وقت اپنے انتہائی درجہ کے صعود سے واپس ہو کر اتر رہا تھا۔ اور پتھریلے کنارہ اور سمندر کے درمیان صرف چھوٹی سی گیلی پگ ڈنڈی تھی۔ کبھی پانی قریب آتا۔ اور کبھی ہٹ جاتا۔ نظائر قدرت میں بعض وقت ایسی دلربائی ہوتی ہے کہ انسان بے خود ہو جاتا ہے۔ میں ان لہروں کو کلیلیں کرتے ہوئے دیکھ کر بھول گیا کہ کیا ہوں اور کہاں ہوں۔ اور کبھی لہروں کے نزدیک ہوتا۔ پھر جھٹ دوڑ کر ان کی پکڑ سے باہر ہو جاتا۔ اس مقابلہ میں صرف ایک مرتبہ مجھے ہار ہوئی۔ مگر باقی تمام مرتبہ میں ہی جیتا۔ اس ہار نے مجھے یاد دہانی کرائی کہ اب بچپن نہیں بڑھاپا ہے ؎

کوماسی

ریاست اشانٹی کا پایہ تخت کوماسی جو سنہ ۱۹۰۴ء کی جنگ اشانٹی میں انگریزی افواج نے تسخیر کیا۔ اور بہت کشت و خون کا مرکز بنا اب ایک ترقی کرنیوالا خوشنما قصبہ ہے۔ جو سکنڈی سے ۲۴۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور ریل کے ذریعہ شہر سکنڈی سے پیوستہ ہے۔ تبلیغی ضرورتوں نے اور ملک سے واقفیت حاصل کرنے کی خواہش نے مجبور کیا کہ کوماسی جاؤں۔ اور ۴ روز کے لئے وہاں گیا۔ اشانٹی میں ابھی تک مارشل لا ہے۔ اسلئے کھلی ہوا کے اجلاسوں کی مخصوص اجازت لی گئی۔ اور ایک کانسٹبل بطور ترجمان ساتھ لیا گیا۔ سب سے اول تمام رؤسائے کوماسی یعنے ان سرداران شاہ پرامپاہ کو جو اشانٹی کے زمانہ خود مختار حکومت میں شاہ موصوف کے ساتھ تھے۔ تبلیغ کی۔ اور ہر ایک کے مکان پر جاکر اسے دعوت حق دی۔ اس کے بعد دوسرے لوگوں سے ملکر ان کو تبلیغ کی۔ اور دو پبلک تقریریں کیں۔ ایک امیر ہوسا کے مکان پر جہاں تمام مسلمان جمع ہوئے اور دوسرے شاہ پرامپاہ کے محل کی جگہ پر۔ اول الذکر مقام میں تین ترجمان تھے۔ ہوسا۔ انگریزا اور یوروبا مؤخر الذکر مقام پر محض ایک اشانٹی ترجمان تھا۔ الحمد للہ کہ تبلیغ حق کا فرض احسن طور پر ادا کر دیا گیا ؎

ایک اشانٹی چیف کا اسلام

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے میری محنت اور مشقت اور خرچ کو رائگان نہیں کیا۔ اشانٹی رؤسا میں سے ایک معتبر اور بڑا رئیس اسلام لایا ہے۔ اور میں نے اس کا نام "فاروق" رکھا ہے۔ بعض مصلحتوں سے ابھی اس نے پبلک اظہار نام کی اجازت نہیں دی۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اشانٹی لوگ بہت جلد اسلام قبول کرینگے ؎ (باقی آیندہ)

احمدی اُستاد کی ضرورت

محمد عبداللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نوشہرہ چھاؤنی پشاور تحریر کرتے ہیں۔ کہ وہاں ایک احمدی اُستاد کی ضرورت ہے۔ جو احمدی بچے اور بچیوں کو پڑھائے۔ اگر محنت سے کام کریگا۔ تو خاصہ مردانہ زنانہ سکول قائم ہو سکتا ہے۔ دس روپیہ ماہوار اور روٹی سردست انجمن دینا منظور کرتی ہے۔ کوئی بھائی کار خیر سمجھ کر جانے کا ارادہ کریں۔ تو مجھے اطلاع دیں ؎

ناظر تالیف اشاعت۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۳ مارچ ۱۹۲۲ء

ہندو مُسلم اتحاد

ہماری طرف سے اس حقیقت کا اظہار کئی بار ہو چکا ہے اور واقعات اور حالات کے رو سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچائی جا چکی ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کے موجودہ اتحاد و اتفاق کی بنا اخلاص اور محبت پر نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کی مخالفت اور اس کے خلاف شورش پھیلانے کی غرض سے ہے اور اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ ہندو مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ کسی نہ کسی طرح ملے رہیں۔ اور یہ ظاہر ہو کہ دونوں قومیں ایک مقصد و مدعا کے لئے مصروف عمل ہیں۔ لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک دلوں میں اخلاص اور نیتوں میں صفائی نہ ہو۔ اسوقت تک کوئی اتحاد اتحاد نہیں کہلا سکتا۔ اور جب تک ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ نہ ہو۔ اسوقت تک کوئی اتفاق اتفاق نہیں بن سکتا۔ خواہ اس کے متعلق کتنے بڑے دعوے کئے جائیں۔ اور کیسے زور شور سے اس کا اعلان ہو۔ چونکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ جس پر خواہ کس قدر بھی پردے ڈالنے کی کوشش کی جائے۔ چھپ نہیں سکتی۔ کہ ہندوؤں کے دل مسلمانوں کی طرف سے صاف نہیں ہیں۔ اور مسلمانوں کو ہندوؤں پر اعتماد نہیں ہے۔ اس لئے ہندو مسلمانوں کے موجودہ اتحاد و اتفاق کے متعلق پہلے ہی دن سے دوربین نگاہیں اصلیت کو دیکھ رہی ہیں۔ اور نہ صرف دیکھ رہی ہیں بلکہ اس کا کھلے اور صاف الفاظ میں اظہار بھی ہو چکا ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک لیکچر میں جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے ہندو مسلم اتحاد پر روشنی ڈالتے ہوئے اور اس کی حقیقت بتاتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"یہ لوگ ہندو مسلم اتحاد کو لئے پھرتے ہیں۔ مگر ان کے دل ایک دوسرے کے بغض سے بھرے ہوئے ہیں وہ ظاہر میں اتفاق و اتحاد کے گیت گاتے ہیں۔ مگر باطن میں ایک دوسرے کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے درپے ہوئے ہیں۔ ہم سے بعض مسلمانوں نے جو بڑے اتحاد کے حامی ہیں۔ کہا یہ تو پالیسی ہے جب انگریز نکل گئے تو ہم کابل کی مدد سے ہندوؤں [illegible] اپنی [illegible] کر لینگے۔ [illegible] ہندو بھی ان سے آگے [illegible] سمجھتے ہیں۔ اسلئے بعض خیالات ہم پر ظاہر کر دیتے ہیں۔ انہیں سے بعض نے کہا کہ ہم ۲۲ کروڑ ہیں۔ انگریز جالیں۔ پھر ہم ان مسلمانوں کو قابو کر لینگے۔

پس جو صلح کرتے ہیں۔ اور اس نیت سے کرتے ہیں جو محبت کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اور ان کے دل میں اسقدر کپٹ ہے۔ وہ کب اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں" (الفضل ۱۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء)

جب یہ مضمون شائع ہوا۔ تو وہ لوگ جو حقیقت تک پہنچنے کی بجائے ظاہر [illegible] تک ہی اپنی نظر محدود رکھتے ہیں۔ برافروختہ ہوئے۔ اور بہت بے چین ہوئے۔ لیکن حقیقت آخر حقیقت ہی ہے۔ اب وہ وقت آ گیا ہے جبکہ اسی بات کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اخبار وکیل اپنے ۷ مارچ کے پرچہ میں "ہندو مسلم اتحاد کی اصلیت" کے عنوان سے ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھتا ہوا رقمطراز ہے

"اس وقت جس قسم کا اتحاد ہے (۱) وہ زیادہ تر نمایشی ہے۔ (۲) ضرورتاً ہے یا خود غرضانہ (۳) ایک تیسری طاقت (گورنمنٹ) کے مقابلہ میں ہے (۴) عام طور پر صداقت نہیں رکھتا۔"

پھر لکھتا ہے:۔

"دونوں جانب سے خلوص اور صداقت نہیں ہے بعض ملکی اور سیاسی ضروریات کے پیش آنے پر ایک قوم نے دوسری قوم کی جانب اتحاد کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ ورنہ دونوں جانب سے شکوک اور بدظنیاں موقع موقع پر بدظن کر رہی ہیں اگر ہم ان حالات اور نمایشی خیر مقدم کو دیکھ کر یہ کہیں کہ کسی روز یہ نمایشی اور عارضی اتحاد ٹوٹ کر رہیگا۔ تو شاید مبالغہ نہ ہو گا۔"

اسکے بعد ہندوؤں کے مسلمانوں سے بدظن ہونے اور مسلمانوں کے ہندوؤں سے خوف زدہ ہونے کے وجوہات بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

"دونوں قومیں ایک دوسرے پر [illegible] ہیں۔ ایک اپنا [illegible] دوسری خوف کھاتی ہے۔"

ایسی حالت میں کیا ہونا چاہیئے۔ "وکیل" کی رائے اس بارے میں یہ ہے کہ:۔

"ہندوستان کی قومیں اب تک کسی خود مختاری کے قابل نہیں ہیں۔ ان کی بہبود اور خیر اسی میں ہے کہ کوئی تیسری قوم ان پر حکمران ہو۔ اور اسی کی حکم برداری میں یہ دونوں قومیں کچھ کچھ اختیارات پاکر زندگی کے دن پورے کریں۔"

ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں "وکیل" نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اب جس بات کا بادل ناخواستہ اعتراف اور اقرار کیا گیا ہے۔ یہی بات امام جماعت احمدیہ قبل ازیں نہایت صراحت کے ساتھ بیان فرما چکے ہیں۔ اور اس حقیقت کو بے نقاب کر چکے ہیں۔ جس کو پوشیدہ رکھنے [illegible] اسپر چڑھائے جاتے ہیں۔ اور خود غرض ہستیاں عوام کو اس سے ناواقف رکھ کر ذاتی فوائد حاصل کر رہی ہیں۔

دنیا میں مصائب اور مشکلات کی گھڑیاں تو ہر قوم پر آتی ہیں۔ اور سب کو تکالیف اور آلام کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن اس قوم سے بدقسمت قوم کوئی نہیں ہو سکتی۔ جس کے لیڈر اور راہنما کہلانیوالے شخصی فوائد پر قومی اور جماعتی فوائد کو قربان کر دینے والے ہوں۔ اور اپنے پیچھے چلنے والوں کو اصل اور صحیح حالات سے ناواقف رکھنے کی کوشش کریں۔ اور انہیں ایسی باتوں پر اعتبار کر لینے کی تحریک کریں۔ جنہیں کچھ بھی صداقت نہ ہو۔

پچھلے دنوں جب ہندو مسلم اتحاد کے متعلق پیشگوئیاں شروع ہوئیں۔ اور لیڈر کہلانے والوں کے حلقہ سے نکل کر یہ باتیں عوام تک پہنچیں۔ تو ہندوؤں کے ایک بڑے [illegible] باا اثر اور معزز لیڈر نے مسلمانوں کو مطمئن کرنے [illegible] یہاں تک کہدیا کہ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد اگر ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت قائم ہو جائے۔ اور کوئی مسلمان حکمران یہاں کا بادشاہ ہو جائے۔ تو ہندو بڑی خوشی سے اس کی اطاعت کرینگے۔ [illegible] انگریزوں کی اطاعت وہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مسلمان حکمران خواہ کیسا ہی ہو۔ پھر بھی ایشیائی ہو گا۔ اور انگریز یورپین ہیں۔ لیکن کیا یہ بات ایسی ہے کہ جسمیں صداقت کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہے۔ اور جسپر اعتماد کرنے کے لئے کوئی معمولی سے معمولی عقل کا انسان بھی تیار ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے ایک بڑے لیڈر نے ہندوؤں کی دلداری کے لئے بڑے زور و شور سے اعلان کیا۔ کہ اگر کوئی مسلمان [illegible] ہندوستان پر حملہ آور ہو گی۔ تو سب سے پہلے ہندوستان کے مسلمان اس کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کھڑے ہونگے۔ اور ہندوستان کی ایک انچ زمین پر اُسے قابض نہ ہونے دینگے۔

[illegible] مطمئن ہو گئے اور ان کے دلوں سے مسلمانوں کے متعلق جو شکوک و شبہات ہیں۔ وہ دور ہو گئے۔ ہرگز نہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ نہ تو ہندو لیڈروں کی لفاظی سے مسلمان مطمئن ہو سکتے ہیں۔ اور نہ مسلمان لیڈروں کے قول و قرار سے ہندو صاحبان۔ اور اس بات کو لیڈر صاحبان بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کی کوشش اور سعی یہی ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اور جہاں تک ہو سکے ہندو مسلم اتحاد کی نمائشی صورت کو قائم رکھتے ہیں حالانکہ ان کا کام یہ تھا کہ اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کرتے۔ بلکہ دونوں قوموں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے جو شکوک و شبہات ہیں۔ ان کو دُور کرتے۔ دلوں میں صفائی پیدا کرتے۔ میل جول اور دوسرے معاملات اور حالات کو ایسا بناتے کہ جن میں قومی اور مذہبی پاسداری نہ پائی جاتی۔ لیکن چونکہ قوموں کی اخلاقی اور معاشرتی اصلاح و تربیت کوئی معمولی کام نہیں۔ بلکہ ایک کٹھن کام ہے۔ اور اس کو وہی لوگ سرانجام دے سکتے ہیں۔ جو خود معاشرۃ اور اخلاق کے اعلیٰ مقام پر کھڑے ہوں۔ اسلئے موجودہ لیڈر [illegible] طرف قطعاً توجہ نہیں کرتے۔ اور [illegible] سکتے ہیں۔ اور اپنے اثر اور رسوخ کے زائل ہو جانے [illegible] سے عوام کو اصل حقیقت سے بھی انجان رکھنے [illegible] ہیں۔ جس کا نتیجہ جلد یا بدیر نہایت افسوسناک نکلیگا ؎

ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کی خموشی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے کے جو ناقابل تردید ثبوت پیش فرمائے ہیں۔ ان کی وجہ [illegible] صاحبان میں ایسی [illegible] مچی کہ جس کا وہ خود اعتراف کر رہے ہیں۔ ایک عرصہ تک تو سکھ صاحبان حضرت باوا صاحب کے مسلمان ہونے کے متعلق کچھ نہ کہہ سکے۔ لیکن جب کئی ایک معزز اصحاب جنہوں نے ان دلائل اور براہین پر غور کیا ان پر ثابت ہو گیا۔ کہ فی الواقعہ حضرت باوا صاحب سچے مسلمان تھے۔ اور دین اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔ اور وہ اسلام کے حلقہ بگوش بن گئے تو اسپر یہی مناسب سمجھا گیا۔ کہ کچھ نہ کچھ کریں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ نے ایک کتاب لکھی۔ جسمیں حضرت مرزا صاحب کے خلاف درشت کلامی سے کام لینے کے علاوہ بعض بالکل بے سرو پا اور غلط باتیں درج کیں اس تصنیف کا علم جب ہمارے معزز بھائی شیخ محمد یوسف صاحب (سابق سردار سورن سنگھ) ایڈیٹر نور کو ہوا۔ تو انھوں نے چند ہی دنوں میں اس کا ایسا دندان شکن جواب لکھ کر شایع کیا۔ کہ ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کو معلوم ہو گیا کہ اس کی تمام کوششیں رائگان گئیں اور اس کی تصنیف نے سکھ صاحبان کے لئے حالات کو پہلے سے بھی زیادہ غور طلب بنا دیا۔ اسپر جھنجلا کر ایڈیٹر صاحب نے انعامی چیلنج شائع کئے۔ اور لفاظی سے کام لیتے ہوئے سمجھا۔ کہ شاید بگڑی ہوئی بات اس طرح بن جائے گی۔ لیکن جب چیلنج مردانہ وار قبول کر لیا گیا تو اب ایسے خاموش ہوئے ہیں کہ بار بار کی یاد دہانی پر بھی ایک لفظ نہیں لکھتے۔ اس پرچہ میں دوسری جگہ ہم معزز اخبار نور سے وہ مضمون درج کرتے ہیں جسمیں ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کے چیلنج کو بالکل صاف اور کھلے الفاظ میں منظور کیا گیا ہے۔ اور جو کوئی جواب نہ ملنے کی وجہ سے تین بار شائع ہو چکا ہے۔ ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کو چاہیئے کہ وہ اپنے چیلنج کو بالکل ہضم نہ کر جائیں۔ بلکہ اسپر قائم رہے۔ تاکہ قول مردان جان دارد کا مصداق ثابت ہو۔ ورنہ [illegible] سمجھنے میں کیا شک رہجاتا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ نے جن باتوں پر چیلنج دیا تھا۔ ان کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور اس کا چیلنج ایسی بھبکی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جس کی حقیقت فوراً ہی ظاہر ہو گئی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر سکھ صاحبان اپنے ایڈیٹر کو اپنے چیلنج پر قائم رہنے کے لئے زور دیں۔ اور اگر پھر بھی وہ کھڑا نہ ہو سکے تو سمجھ لیں کہ حق کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اور باطل ہمیشہ حق کے سامنے بھاگ جاتا ہے ؎

پیرس میں مسجد کی تعمیر

ولایتی تاروں میں پیرس میں مسجد کے تعمیر ہونے کی پھر خبر شایع ہوئی ہے۔ جسمیں بتایا گیا ہے کہ مسجد اور اسلامی دارالعلوم کے بنانے کی لاگت کا اندازہ ستر لاکھ فرینک سے زیادہ لگایا گیا ہے۔ حکومت فرانس نے پانچ لاکھ کی پہلی قسط ادا کر دی ہے۔ اور اہل فرانس نے تئیس لاکھ فرینک کی رقم جمع کر لی ہے۔ باقی

۵۳ لاکھ فرینک الجوائر - ٹیونس - مصر اور ہندوستان کے ممالک سے چندہ کرکے جمع کئے جائینگے ۔

تعمیر مسجد کی تجویز کے شائع ہونے پر ہم نے جو کچھ کہا تھا۔ وہی اب پھر کہنا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کو بھی اپنی مسلمان رعایا کی خاطر مرکز سلطنت میں تعمیر مسجد کے لئے سہولتیں بہم پہنچانی چاہئیں۔ چونکہ لنڈن کیا بلحاظ اس کے کہ تمام دنیا میں ایک خاص شہرت اور عظمت رکھتا ہے - اور کیا بلحاظ اس کے کہ اس دار السلطنت کے ماتحت جس قدر مسلمان رعایا آباد ہے ۔ اتنی اور کسی سلطنت میں نہیں ہے اسلئے یہ اس بات کا بہت زیادہ مستحق ہے کہ اس میں مسلمانوں کا مقدس معبد خانہ کسی نہایت ہی موزون اور مناسب جگہ پر تعمیر ہو۔ اور اس میں عبادت گذاری کا ہر اس شخص کو پورا پورا حق حاصل ہو۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہے ۔ کاش! گورنمنٹ برطانیہ کے ذمہ وار ارکان جلد سے جلد اس طرف توجہ فرمائیں ۔

میونسپلٹی کے ذریعہ گاؤکشی کے روکنے کی کوشش

ان ایام میں جبکہ ہندو مسلم اتحاد کو بڑی اہمیت دی جارہی ہے ۔ اور جس کے متعلق بڑے بڑے دعوے کئے جاتے ہیں۔ متعدد مقامات کی میونسپل کمیٹیوں نے ہندو ممبروں کی کثرت کی وجہ سے باوجود مسلمان ممبروں کی مخالفت اور اظہار ناپسندیدگی کے گاؤکشی کی ممانعت کا ریزولیوشن پاس کردیا۔ اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہ کی کہ مسلمانوں کے ایک مذہبی امر میں اس طرح دست اندازی کرنے سے ان پر کیا اثر پڑیگا - اور وہ کیا سمجھینگے اس بارے میں ہندو صاحبان تو جو کچھ کرسکتے تھے۔ کر گذرے - اور انھوں نے کسی بات کی پروا نہ کی ۔ لیکن معلوم ہوا ہے ۔ کہ اس قسم کے ریزولیوشن کو عملی جامہ پہنانا کسی میونسپلٹی کے اختیار میں نہیں ہے - چنانچہ کلکتہ میونسپل کمیٹی نے حدود میونسپلٹی میں گاؤکشی روکنے کا جو ریزولیوشن پاس کیا تھا اس کے متعلق جب میونسپلٹی کے تازہ اجلاس میں دریافت کیا گیا۔ کہ اسے عملی صورت کیوں نہیں دی گئی ۔ تو صدر کمیٹی نے یہ جواب دیا کہ کمیٹی کو قانون کے مطابق کلکتہ میں گاؤکشی کی ممانعت کرنے کا اختیار نہیں ہے ۔

یہ جواب جہاں مسلمانوں کے اطمینان اور تسلی کا باعث ہوسکتا ہے ۔ وہاں اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ خواہ ہندو مسلم اتحاد و اتفاق کے دعوے کتنے زور شور سے کئے جائیں ۔ ابھی حالت یہی ہے ۔ کہ جب تک ایک تیسری طاقت ان دونوں قوموں پر اثر انداز نہ ہو۔ اسوقت تک ان میں امن قائم نہیں رہ سکتا ۔ اور جس قوم کی کثرت ہے وہ قلیل التعداد قوم کو ہر جگہ اور ہر موقع پر نیچا دکھانے کے لئے تلی ہوئی ہے ۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ میونسپلٹی کے ہندو ممبروں نے ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ مسلمان ممبروں کی مخالفت کے باوجود محض اپنی کثرت کی وجہ سے گاؤکشی کے خلاف ریزولیوشن پاس کردئے ۔ کیا اگر انھیں اس ریزولیوشن کو عملی جامہ پہنانے کی طاقت ہوتی ۔ تو اس میں ذرا بھی تامل کرتے ۔ اور مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کی کوئی پروا کرتے ۔

جب تک یہ حالات ہیں ۔ ناممکن ہے کہ مستقل اور حقیقی اتحاد و اتفاق پیدا ہوسکے ۔ اور کسی ایسے مقصد میں کامیابی ہوسکے ۔ جس کے لئے سارے ملک اور تمام اقوام کا اکٹھا ہونا ضروری ہے ۔

سب مذاہب کے بزرگوں کی تکریم کا اصل کس نے سکھایا

اخبار وکیل اپنے ۸ مارچ کے پرچہ میں "ہندو مسلم اتحاد کی اصلیت" کے مضمون کی دوسری قسط میں لکھتا ہے :-

"مذہبی رنگ میں مسلمان تو ہندوؤں کے بعض بزرگوں کی وجاہت اور روحانی عظمت کے معترف ہیں۔ اور انھیں اسلام بھی ایسا ہی حکم دیتا ہے ۔ لا نفرق بین احد من رسلہ الخ - ہم پر بعض بزرگان مذاہب کا تسلیم کرنا اور ان کی تعظیم کرنا لازمی ہے۔ لیکن افسوس ہندو قوم بوجہ دعویٰ قدامت کے ہمارے اور عیسائیوں کے بزرگان ملت میں سے کسی بزرگ کی ذات سے حسن عقیدت نہیں رکھ سکتی - کیونکہ اسلام کی طرح ان کا مذہب اور ان کی علیحدگی انھیں اسکی اجازت نہیں دیتی ہے "

"وکیل" کے اس بیان کے متعلق اس بات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ جس آیت کو اس نے بطور استدلال پیش کیا ہے اسمیں "بعض بزرگان مذاہب" کے تسلیم کرنے اور انکی تعظیم کرنے کی تخصیص کس طرح نکلتی ہے ۔ اور کیوں سب بزرگان مذاہب کی تعظیم و تکریم کرنا ضروری نہیں۔ اور اس بات کو بھی چھوڑتے ہوئے کہ جو آیت پیش کی گئی ہے ۔ اس کی بجائے ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کی آیت اس استدلال کے لئے نہایت واضح اور کھلی ہے ۔ جس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ نے ہر ایک قوم میں اپنا نذیر بھیجا ۔ ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی اس صداقت اور حقانیت کو جس نے پیش کیا۔ اور جس نے مسلمانوں کو تمام مذاہب کے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کرنے کی اسلامی تعلیم پر کاربند ہونے کی تلقین فرمائی وہ اس زمانہ کا وہ عظیم الشان انسان ہے ۔ جو مسیح موعود کے مرتبہ پر فائز ہوکر دنیا میں اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوا۔ حضرت مرزا صاحب نے اس اصل کو جس زور کے ساتھ پیش فرمایا۔ اور جس عمدگی سے لوگوں کے دلوں پر اسکو منقش کیا۔ اس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے ۔ کہ آپ کے پیرؤوں کے علاوہ مخالفین بھی اسکو تسلیم کررہے ہیں۔ اور نہ صرف تسلیم کررہے ہیں ۔ بلکہ اسکو اسلام کی بہت بڑی خوبی اور صداقت کے طور پر مخالفین کے سامنے پیش کرکے غیر مذاہب پر اپنی برتری ثابت کررہے ہیں۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش فرمودہ صداقتیں ایسی زبردست اور قوی ہیں کہ آپ کے مخالفین بھی ان سے استفادہ حاصل کررہے اور انکو علی الاعلان تسلیم کررہے ہیں ۔ کاش! ایسے لوگوں میں اتنی جرأت ہو

پیغام کا کھلا چیلنج منظور

مولوی محمد علی صاحب پر ہمارا ایک دیرینہ مطالبہ چلا آتا ہے کہ انہوں نے جو امام ابو حنیفہؒ کیطرف مندرجہ ذیل مذہب منسوب کیا ہے۔ وہ ان کی کسی کتاب سے دکھادیں مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

"امام ابو حنیفہؒ کا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ دل سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہدے تو وہ مومن ہوجاتا ہے۔ چاہے پھر اس سے شرک کفر یا ظلم سرزد ہو"

باوجود بار بار مطالبہ کے مولوی صاحب خود تو اسوقت تک اپنا عجز ظاہر کرتے رہے ہیں۔ مگر ان کے ہم خیالوں میں سے ایک نے ۲۵ر جنوری کے پیغام میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک مکتوب کی عبارت کے مفہوم کو بگاڑ کر لوگوں پر یہ ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے۔ کہ ہمارے امیر نے امام صاحب پر افترا نہیں کیا دراصل میں امام صاحب اس گندے خیال کے نعوذ باللہ قائل تھے چونکہ یہ ایک خطرناک مغالطہ تھا۔ اس لئے اس کا رد کرنا ضروری سمجھکر میں نے اسکا جواب لکھا جو ۲۰ر فروری کے الفضل میں شائع ہوا۔ اب بجائے اسکے کہ پیغام میرے اصل مضمون کا جواب دیتا اور یہ حوالہ کسی کتاب سے نکالکر دکھاتا اُس نے لوگوں کی توجہ دوسری طرف پھیرنے کے لئے یکم مارچ کے پرچہ میں "الفضل کے نام کھلا چیلنج" کے ہیڈنگ کے نیچے ایک اور بحث چھیڑ دی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

"الفضل میں حضرت امیر کی طرف یہ عقیدہ منسوب کیا گیا ہے۔ کہ آپ کے نزدیک جو شخص ایکدفعہ لا الٰہ الا اللہ کہدے وہ مومن ہوجاتا ہے۔ خواہ وہ رسولوں پر ایمان لائے یا نہ لائے۔ اور یہ کہ انہوں نے اس حوالہ کو حضرت امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کیا ہے"

یہ عبارت لکھکر پیغام ہمیں ان الفاظ میں چیلنج کرتا ہے۔

"یہ ایک صریح بہتان اور افتراء ہے۔ کہ جو حضرت امیر پر لگایا گیا ہے۔ حضرت امیر کے کسی رسالہ اور کسی کتاب میں یہ عقیدہ مذکور نہیں۔ قادیانی دوستوں کی اگر اپنے ایمان اور اسلام کو تعصب خلافت کی بھینٹ نہیں چڑھادیا تو اسکا کوئی ثبوت پیش کریں"

ایسی تہذیب کے عالی تحروں میں جسکا نمونہ ناظرین کرام خط کشیدہ الفاظ میں ملاحظ فرماسکتے ہیں۔ اگر سخت دھوکہ دہی سے کام لیکر بعض ناواقفوں پر حق مشتبہ کرنے کی کوشش نہ کی جاتی ہو تو اس قابل ہی نہیں۔ کہ ان کی طرف ذرہ بھی التفات کی جائے۔ مگر ایسے لوگوں کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کیلئے مجبوراً کچھ لکھنا پڑتا ہے۔ سنئے! خدا کے فضل و کرم سے ہم مومن ہیں۔ واجتنبوا قول الزور ہر ہمارے پیش نظر ہے۔ خدا کے کسی ولی اور پیارے کے بغض اور عداوت نے ہمارے ایمانوں کو سلب نہیں کیا کہ ہم کھلے کھلے افتراؤں اور بہتانوں پر اترآئیں۔ ہم مشرک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائید کے زبردست سہارے کے ہوتے ہوئے جھوٹ اور باطل کی پناہ تلاش کریں۔

اگرچہ مضمون نگار کا مجھ پر یہ صریح افتراء ہے جو وہ لکھتا ہے۔ کہ مینے یہ عقیدہ مولوی محمد علی صاحب کی طرف منسوب کیا ہے۔ مینے ہرگز یہ الفاظ مولوی صاحب کی طرف منسوب کرکے نہیں لکھے جن کے دکھلانیکا مجھے چیلنج کیا گیا ہے۔ مینے جو الفاظ مولوی محمد علی صاحب کیطرف منسوب کرکے لکھے ہیں۔ وہ وہی ہیں جو میں شروع میں نقل کر آیا ہوں۔ ان کے متعلق میں اب بھی مولوی محمد علی صاحب اور ان کے تمام ہم نواؤں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ کسی کتاب سے امام صاحبؒ کا یہ قول دکھلادیں لیکن چونکہ مولوی محمد علی صاحب کا فی الحقیقت یہی مذہب ہے۔ کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے صرف توحید الٰہی کا ماننا کافی ہے۔ باقی تمام چیزیں ملائکہ کتب رسل وغیرہ تکمیل کے لئے ان کی ضرورت ہے۔ نفس ایمان کے لئے انکی ضرورت نہیں اس لئے میں آپ کے اس بے معنی چیلنج کو قبول کرتا ہوا آپکے مطالبہ کو بھی پورا کرتا ہوں۔

معلوم ہوتا ہے مولوی محمد علی صاحب کا ٹریکٹ کفر و اسلام مضمون نگار کے مطالعہ سے کبھی گذرا نہیں۔ ورنہ اسکو اس قدر تحدی کرنے کی کبھی جرات نہ ہوتی سو مضمون نگار صاحب کو یاد رہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اسلام کی بنیاد ہی اس آیت پر رکھی ہے۔ قل اللہ ثم ذرھم اور اس کا ترجمہ آیت کے سیاق و سباق کے خلاف یہ کیا ہے کہ اللہ منواکر چھوڑ دو پھر اسی کی تائید میں صـ۳ پر لکھتے ہیں۔

"اسلام مان لینے کا نام ہے اور کفر انکار کا نام ہے اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الٰہی ہے۔ پس جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے۔ وہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے"

پھر صـ۴ پر لکھتے ہیں

"جب ایک شخص اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آتا ہے تو وہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک بچہ کسی مدرسہ میں داخل ہوجائے لیکن تکمیل تعلیم کے لئے اسے ضروری ہے کہ وہ استاد کی ہدایات پر چلے اور انپر عمل کرے۔ اسی طرح جو شخص توحید الٰہی پر ایمان لاتا ہے۔ وہ معاً تکمیل کے درجہ کو نہیں پہنچ جاتا۔ بلکہ یہ ابتدا ہے۔ بیشک وہ اسلام کے دائرہ کے اندر داخل ہوگیا۔ مگر تکمیل ایمان کیلئے قرآن کریم کی ہدایات کی پیروی کی ضرورت ہے۔ ان ہدایات کے جس حصہ کو کوئی شخص اپنے عمل میں لاتا ہے اس حصہ میں تکمیل حاصل کرتا ہے۔ اور جس حصہ کو ترک کرتا ہے۔ اس حصہ میں نقصان اٹھاتا ہے اور وہ حصہ نشو و نما نہیں پاتا۔ درحقیقت کفر کے معنے دبانے کے ہیں۔ پس یہ حصہ دبا رہنے کی وجہ سے انسان اسکا کافر رہتا ہے۔ لیکن وہ کل کا کافر نہیں ہوجاتا بلکہ جس حصہ کو مانتا ہے اسمیں مسلم اور جس حصہ کو چھوڑتا یا اس کا انکار کرتا ہے۔ اسمیں وہ کافر ہے اور یہی اصول ادنیٰ سے اعلیٰ ہدایات یا ضرورت ایمان پر حاوی ہے۔ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا انکار کردے وہ تو دائرہ سے ہی

خارج ہو گیا۔ لیکن جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرکے کسی اور حصہ کو چھوڑتا ہے۔ وہ دائرہ کے اندر تو ہے۔ مگر اس خاص حصہ کا کافر ہے"

اب اس عبارت پر نظر غور ڈالکر بتائیں کہ کیا آپکے امیر نے کمال صفائی اور پورے زور شور سے اس بات کو کھولکر بیان نہیں کردیا۔ کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے صرف ایک ہی چیز کا ماننا ضروری ہے۔ اور وہ توحید الٰہی ہے کیا توحید الٰہی کے اعتراف پر حصر کردینا اس بات کو مستلزم نہیں۔ کہ آپ کے امیر کے نزدیک اسلام میں داخل ہونے کے لئے ملائکہ کتب رسل وغیرہ پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ ان چیزوں کا ماننا صرف تکمیل ایمان کیلئے ہے مومن اور مسلم بننے میں ان کا کوئی دخل نہیں۔

ان کھلی کھلی عبارتوں کے ہوتے ہوئے اگر آپکے امیر کی طرف یہ عقیدہ منسوب کیا جائے کہ ان کے نزدیک ایسا شخص جو صرف توحید الٰہی کا قائل ہو مسلم کہلا سکتا ہے۔ خواہ وہ ملائکہ۔ کتب رسل پر ایمان لائے یا نہ لائے۔ تو کیا یہ کسی عقلمند کے نزدیک ان پر افتراء اور بہتان سمجھا جاسکتا ہے؟ امید ہے۔ ان عبارتوں کو دیکھکر آپ کو خود بھی اپنے امیر کی طرف اس عقیدہ کو منسوب کرنے میں کوئی تامل نہیں رہیگا۔

اس چیلنج کے بعد آپنے چند حدیثیں نقل کرکے لوگوں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ ہمارے امیر کا یہ خیال باطل نہیں۔ بلکہ احادیث اس کی موید ہیں۔ لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان احادیث کو آپنے اپنے امیر کے خیال باطل کی تائید میں پیش کرکے اگر کچھ ثابت کیا ہے۔ تو صرف یہی کہ آپ خود بھی علم دین سے محض ناواقف ہیں۔ کیا ان میں ایک بھی حدیث ایسی ہے۔ جسمیں یہ لکھا ہو۔ کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہنے والا مسلم بن جاتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو دین کو محض اسلئے بگاڑنے کی کوشش سے باز آجائیں کہ وہ آپ کی رائے اور خیال کے مطابق ہوجائے۔ کیونکہ اس کا انجام اچھا نہیں۔

ان نازک مسائل پر صرف عالم دین ہی قلم اٹھانیکا مجاز ہوسکتا ہے۔ اسلئے کسی عالم دین کو میدان میں لائیں۔ اگر وہ آپکے یا آپکے امیر کے اس باطل خیال کے ساتھ متفق ہوا۔ تو اس سے تبادلۂ خیالات کیا جاسکتا ہے۔ آپکا حقیقی خیرخواہ

عبد الرحمٰن۔ مصری قادیان

ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کا چیلنج

اور اُس کی منظوری

بھائی امر سنگھ صاحب ایڈیٹر لائل گزٹ میرے دیرینہ کرمفرما ہیں۔ اور مجھے ان سے محبت ہے۔ اگرچہ جب کبھی وہ میرے برخلاف لکھتے ہیں۔ ان کا لہجہ نسبتاً سخت ہوتا ہے۔ مگر میں ایک دوست کے خلاف کبھی سخت نہیں لکھ سکتا۔ جبکہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ میرے غلطی خوردہ دوست ہیں۔ دریں صورت میری ہمدردی ان کے ساتھ اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور میں ان کی حالت کو بجائے رنج کے قابل رحم سمجھتا ہوں۔ میرا انکا۔ مذہبی اختلاف ہے۔ اسلئے ہمیں ٹھنڈے دل سے تبادلہ خیالات کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہم اطمینان سے نیک نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

بھائی جی نے چولہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت لکھا تھا کہ جنم ساکھی بھائی بالا میں اس چولہ کی نسبت یہ لکھا ہے کہ:۔

" وہ خلعت آسمان کی طرف چلدیا۔ وہ
اوپر آسمان پر ہی رہا پھر نہ آیا"

میں نے اپنی تازہ تصنیف "ست اپدیش" میں اسکی تردید کی۔ کہ وہ جنم ساکھی جو گلیکسٹن پریس کی مطبوعہ میرے پاس ہے۔ اسمیں یہ ذکر نہیں۔ اگر بعد میں ملاوٹ ملائی گئی ہے۔ تو پھر سکھ کتب میں الحاق ثابت اور ان کا پایہ صداقت بہت کچھ مشتبہ ہوجاتا ہے۔

پھر ۱۱؍ دسمبر ۱۹۲۱ء کے لائل گزٹ میں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ حوالہ اس جنم ساکھی مطبوعہ گلیکسٹن پریس صفحہ ۲۳۹ پر موجود ہے۔ جس سے شیخ صاحب نے حوالجات دیے ہیں۔ اگر اس میں یہ الفاظ

"وہ خلعت آسمان کی طرف چلدیا اور وہ
اوپر آسمان پر ہی رہا۔ پھر نہ آیا"

نہ ہو۔ تو ہم پانسو روپیہ شیخ صاحب کی نذر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور اس امر کے فیصلے کے لئے کہ یہ الفاظ جنم ساکھی میں موجود ہیں یا نہیں۔ ہم منصف بھی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب۔ ریٹائرڈ پنشنر ڈپٹی کمشنر کو ماننے کے لئے تیار ہیں"

مجھے بھی جناب مکرم مرزا صاحب ممدوح کا منصف ہونا بسر و چشم منظور ہے۔ میری پوزیشن یہ ہے۔ کہ جو جنم ساکھی گلیکسٹن پریس کی طبع شدہ میرے پاس ہے۔ اس کے صفحہ ۲۴۱ پر یہ الفاظ موجود نہیں۔ جس کے مدعی ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ ہیں کہ:۔ "وہ خلعت آسمان کی طرف چل دیا۔ اور وہ آسمان پر ہی رہا۔ پھر نہ آیا" اگر کسی اور نے یہ الفاظ جنم ساکھی کے کسی دوسرے اڈیشن میں ملائے ہوں۔ تو اس کا میں ذمہ دار نہیں۔ اب ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کو چاہیئے۔ کہ اپنے قول کے مطابق پانسو روپیہ جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے پاس اس غرض کے لئے جمع کرادیں۔ اور مجھے تاریخ سے مطلع فرمادیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ جنم ساکھی مطبوعہ گلیکسٹن پریس لے کر اس تاریخ کو جناب میرزا صاحب موصوف کے پاس حاضر ہوجاؤنگا۔ امید کہ ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ اسمیں تاخیر نہ کرینگے۔

پھر میں نے تاریخ گورو خالصہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی کے صفحہ ۵۵ سے یہ حوالہ پیش کیا تھا کہ:۔

جمع کر نام دی پنج نماز گذار
باجھوں یاد خدا ئیدی ہوسیں بہت خوار

اسپر ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ یہ لکھتے ہیں کہ:۔

" یہ شلوک گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا نہیں ہے۔ بلکہ میں نے یونہی حضرت باوا صاحب رح کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور اگر میں (ایڈیٹر نور) یہ ثابت کردوں کہ یہ شلوک حضرت باوا صاحب رح کی طرف منسوب ہے (تو بھائی امر سنگھ جی جو نک کی ٹھیکیداری کی برکت سے چشم بد دور آج کل روپوں سے کھیل رہے ہیں) ایک ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہوں"

بھائی صاحب! مجھے آپکا چیلنج بسروچشم منظور۔ میں اپنی پوزیشن کو پھر ایک دفعہ واضح کردینا چاہتا ہوں میری پوزیشن یہ ہے کہ میں ثابت کردوں کہ بھائی گیان سنگھ

جی گیانی نے اپنی تالیف موسومہ بہ "تاریخ گورو خالصہ" کے صفحہ ۵۵ پر اس شلوک

ج۔ جمع کرنا م دی بنج نماز گذار
باجھوں یاد خدا ائیدی ہوسیں بہت خوار

کو حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے سو میں اس بات کو ہر وقت ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ منصف کے پاس ایک ہزار روپیہ جمع کرا دیں۔ اور جب منصف کی طرف سے اس مضمون کا خط مجھے پہنچ جائیگا کہ ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ نے اس غرض کے لئے ایک ہزار روپیہ میرے (منصف) پاس جمع کرا دیا ہے کہ تم (ایڈیٹر نور) یہ ثابت کرو۔ کہ تاریخ خالصہ کے مصنف اس شلوک

ج۔ جمع کرنام دی پنج نماز گذار
باجھوں یاد خدا ائید کی ہوسیں بہت خوار

کو شری گورو نانک دیوجی مہاراج کی طرف منسوب کیا ہے تو میں انشاء اللہ کتاب لیکر منصف کے پاس پہنچ جاؤنگا۔ اب رہا یہ سوال کہ منصف کون صاحب مقرر ہوں۔ سو اس کے لئے میں کسی مسلمان کا نام پیش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک ایسے سکھ بزرگ کا نام پیش کرتا ہوں۔ جن کی قابلیت مسلمہ اور جو سکھ مذہب کے عالم اجل ہیں۔ اور جن کا نام بوجہ ان کی علمی قابلیت کے سکھ مذہب میں زندہ جاوید رہے گا۔ یعنی جناب بھائی کاہن سنگھ جی مہاراج مصنف گورومت پربھاکر وغیرہ۔ امید کہ ایسے بزرگ کی منصفی سے بھائی امر سنگھ جی کو بھی کوئی راہ فرار نہ ہوگی۔ اور بھائی جی اپنے قول کے مطابق اس غرض کے لئے ایک ہزار روپیہ جناب بھائی کاہن سنگھ جی کے پاس جمع کرا کر ان کے ذریعہ مجھے فوراً مطلع کرینگے۔ اور اسی طرح جناب خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر کے پاس بھی اپنے قول کے مطابق پانچسو روپیہ جمع کرا کر (جو ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کے اپنے مقرر کردہ منصف ہیں) مجھے منصف کے ذریعے اطلاع دینگے۔ ہر ایک منصف کی تاریخ پیشی میں کم از کم ایک عشرہ کا وقفہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ میں تاریخ مقررہ پر پہنچ سکوں ☩

بھائی امر سنگھ جی میرے پرانے دوست ہیں مجھے ان سے محبت ہے۔ اور میرا ان پر حسن ظن ہے کہ وہ قول کے پکے ثابت ہونگے۔ سو مجھے اُمید رکھنی چاہیئے کہ مکرم بھائی صاحب اپنے قول اور زبان کی لاج رکھتے ہوئے فی الفور پانصد اور ایک ہزار روپیہ مذکورۂ بالا منصفوں کے پاس جمع کرا کر مجھے فی الفور منصفوں کے ذریعہ مطلع فرما دینگے۔ کیا میں اُمید رکھوں؟ تجربہ بتلائیگا کہ "

کوڑ نکھٹے نانکا اوڑک سچ رہی
یعنی۔ جھوٹ کا خاتمہ اور سچ دائمی۔
اور کوڑ بول مُردار کھائے
یعنی۔ جھوٹ بولنے والا مُردار کھاتا ہے۔
تھانو نہ پائن کوڑیار مُنہ کالے دوزخ چالیا
یعنی۔ کذاب بے ٹھکانا ہونگے۔ ان کے منہ کالے ہونگے اور وہ جہنم میں ڈالے جائینگے"

کا نعرہ لگانیوالا عملی میدان میں کہاں تک پورا اترتا ہے ☩

محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان

میرے بچہ عبداللہ ناصر کی شہادت پر میرے احباب کی تعزیت

افسوس ہے۔ مکرم شیخ یعقوب علی صاحب کا حسب ذیل مضمون بہت دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ میری ذات کے متعلق تو میری عدم موجودگی عذر ہی کافی ہے لیکن عملہ کی طرف سے جو فروگذاشت ہوئی ہے۔ وہ بہت افسوسناک ہے۔ جس کے لئے میں مکرم شیخ صاحب سے معذرت خواہ ہوں۔ اُمید ہے کہ وہ معاف فرمائینگے

(ایڈیٹر)

۲۰ دسمبر ۱۹۲۱ء کا دن ختم ہونے سے پہلے بظاہر مجھ پر اور میرے خاندان پر ایک تاریکی لانیوالا تھا۔ لیکن حقیقت میں میرے خاندان کیلئے اللہ تعالیٰ کے بیش از بیش فضلوں کے لئے راستہ طیار کر رہا تھا۔ میرا پانچواں بیٹا (جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کی میرے خاندان میں پہلی نشانی تھی۔ اور جس کا نام رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ شیخ صاحب سورہ فاتحہ کی ترتیب کے موافق میں عبداللہ نام رکھتا ہوں پھر چھوٹے کا نام عبد الرب رکھا) عبداللہ ناصر اس ۲۰ دسمبر کے ختم ہونے سے پہلے اپنے مولا حقیقی سے ڈھاب میں ڈوب کر جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ☩

اس حادثہ کے وقت میں ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلہ پر تھا اور ۲۱ دسمبر کی صبح میرے لئے اس برقی پیام کو لیکر آئی فطرتی محبت پدری نے اس خبر کو بدموع جاریہ پڑھا۔ مگر الحمدللہ میرے دل میں اپنے مالک حقیقی کے ساتھ الفت اور مصالحت کی ایک رو جوش زن تھی۔ اور ہر آنسو کا قطرہ ایک سکینت و اطمینان پیدا کر رہا تھا۔ خدا تعالیٰ کے بارش کی طرح برستے ہوئے فضلوں میں یہ حادثہ میرے سامنے چھپ گیا۔ اور یہ یقین کر کے کہ عبداللہ ناصر شہید ہو گیا میری زبان سے الحمدللہ نکلا۔ اور میرا یہ ذوق اور لطف بڑھتا گیا۔ جس جس قدر اس شہادت کے مختلف پہلو میری نظر کے سامنے آتے گئے۔ اور میں نے معاً اپنے گھر والوں کو رضا بالقضا کا تار دیا۔ قادیان کے احباب نے اس موقعہ پر جس ہمدردی۔ محبت۔ دلسوزی کا شاندار عملی نمونہ دکھایا ہے۔ وہ سلسلہ کی تاریخ میں میرے خاندان کی تاریخ میں عزیز عبداللہ ناصر کی شہادت کے ساتھ ہمیشہ یادگار رہے گا۔ سردی کی شدت اور موسم کا ابر آلود ہونا اور قادیان کی ڈھاب کے یخ آب میں احباب کا یکے بعد دیگرے شہید کی لاش کی تلاش میں کود کود پڑنا اسی اولوالعزم کی صداقت کا زندہ ثبوت تھا۔ جس نے اخوت اور محبت کی بجلی جماعت میں پیدا کر دی ہے۔ اس شخص کے لئے دنیا میں مادی اسباب کے لحاظ سے کیا غم ہو سکتا ہے جس کو ایسے جان نثار بھائی ملے ہوں ☩

بعض احباب نے خطوط اور برقی پیامات کے ذریعہ بھی میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ میں ان سب کے فرداً فرداً جواب دینے کے اپنے آپ کو ناقابل پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ قادیان میں میرے لئے ہونے کے چند حادثہ میرے عزیزوں میں اور خود میرے خاندان میں واقع ہوئے ہیں۔ اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں۔ کہ یہ حادثات میرے لئے کوئی غم نہیں چھوڑ گئے بلکہ جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ مقبرہ بہشتی میں آرام کر رہے ہیں۔ تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے۔ اور اس

تاآنکہ حادثہ نے تو اور بھی اثر پیدا کیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے انکو شہادت کا رنگ دیدیا۔ اور میرے خاص دوست جانتے ہیں۔ کہ میں خود اپنے لئے شہادت کی موت کی ہمیشہ دعا کیا کرتا ہوں۔

میں ایک اور امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ عزیز عبداللہ ناصر شہید کی شہادت کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چند ماہ پیشتر دکھا دیا تھا۔ میں نے رویا میں دیکھا تھا۔ کہ وہ ڈوب رہا ہے۔ اور میں شور مچاتا ہوں مگر کوئی اس کی مدد کو نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے قبل از وقت جو بعض امور قضا و قدر سے کسی کو اطلاع دیتا ہے۔ تو یہ بھی رحم ہوتا ہے (انسان پہلے ہی) اس کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ پس یہ خدا کا رحم اور فضل تھا۔ بہرحال بظاہر یہ ایک حادثہ ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک فضل ہے۔ عبداللہ ناصر مردہ نہیں۔ بلکہ زندہ ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے شہداء کو زندہ قرار دیا ہے ٭

میں ایک ذاتی واقعہ کیلئے قیمتی کالم لینا پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن ایڈیٹر الحکم سلسلہ کا قدیم خادم ہے اور اس کی ذات کے واقعات کوئی غیر متعلق امر نہیں ہیں۔ عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب مجاہد کے متعلق جو خط الفضل میں شائع ہوا تھا۔ اس میں میں نے ظاہر کیا تھا۔ کہ کوئی امر تبلیغ کے لئے اس کی راہ میں روک نہ ہو۔ یہاں تک کہ کسی کا بستر مرگ پر ہونا بھی اس کے قدم کو سست نہ کرے۔ پس اس کی راہ میں یہ پہلا مرحلہ آیا ہے۔ میں نے اپنے پرائیویٹ خطوط میں صراحتہً عزیز موصوف کو اور گھر والوں کو لکھ دیا ہے۔ کہ اس کی روانگی میں اس واقعہ سے ہرگز روک نہ ہو۔ بلکہ اس کو نہایت مسرت اور خوشی سے روانہ کیا جائے۔ میں الفضل کے ذریعہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ جس مبارک کام کے لئے وہ روانہ ہو رہا ہے وہ ہماری از بس سعادت اور خوش نصیبی ہے۔ پس بالتوکل علی اللہ پھر دوسرے کے ایک عزم صمیم اور قلب مستقیم کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے حضرت اولوالعزم کی دعاؤں کے ساتھ اپنے وقت پر روانہ ہو جائے۔ میرے دل میں الحمد للہ غایت درجہ کی سکینت اور اطمینان ہے اور خواہ دوسرے اسکو محسوس نہ کریں۔ یہ سب حضرت فضل عمرؓ کی مخفی تربیت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ جو وہ اپنے اس ناکارہ خادم کے لئے فرماتے ہیں۔ اور جن کو میرا قلب ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلہ پر محسوس کرتا ہے۔

میں پھر ایک بار اپنے تمام مخلص احباب کی ہمدردی و اخلاص کیلئے جزاہم اللہ احسن الجزاء کہتا ہوں۔ اور یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ رنگ جو ہمدردی کا اب پیدا ہو چلا ہے۔ یقیناً سلسلہ کی کامیابی کو بہت ہی قریب کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ ان ایام بہار کو ہم سب دیکھ لیں۔ آمین۔

خاکسار عرفانی

انجمن احمدیہ بغداد کا جلسہ

انجمن احمدیہ بغداد کا سالانہ جلسہ بتاریخ یکم جنوری بوقت ایک بجے زیر صدارت ڈاکٹر حاجی خان صاحب سب اسسٹنٹ سرجن نیو جنرل ہاسپٹل بغداد منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ سب سے اول منشی برکت علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم پڑھ کر سنائی اس کے بعد سید فتح علی شاہ صاحب نے وفات مسیح پر ایک لیکچر بیان کیا۔ اور قرآن کریم اور احادیث سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی۔

اس کے بعد عاجز راقم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر مفصل بحث کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان معنوں میں ثابت کیا۔ کہ آپ کے بعد آپ کا فیض جاری ہے نہ کہ بند۔ اور آپ ان معنوں میں خاتم النبیین نہیں ہیں۔ کہ آپ سب سے آخر میں تشریف لائے۔ اگر یہ معنی درست تسلیم کئے جائیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ جب نبوت جیسی رحمت کا دروازہ بند ہو گیا۔ تو پھر آپ رحمۃ للعالمین کیسے بنے۔ خاتم النبیین والی آیت اور سورہ فاتحہ سے ثابت کر کے دکھلایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کا آنا ممنوع نہیں۔ بلکہ جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آوے۔ تو اس میں آپ کی ہتک ہے۔ اور آپ کی عزت اور عظمت اور آپ کا خاتم النبیین ہونا اسی طرح سے ہو سکتا ہے۔ جبکہ آپ کے فیض سے نبی ہوں۔

اس کے بعد سالانہ رپورٹ سنائی گئی۔ جس میں دکھایا گیا کہ کل چندہ از مارچ تا دسمبر ۱۹۲۱ء ۲۰۶۰ روپے ہوا۔ جس میں سے کچھ مقامی تبلیغ پر خرچ کیا گیا اور باقی چندہ قادیان بھیجدیا گیا۔ انجمن ہذا نے اخبار الفضل کو پانچ خریدار تو اسوقت دئے۔ اور چار اس سے پیشتر دئے جا چکے تھے۔ ایک خریدار تشحیذ کا اور ایک خریدار ریویو آف ریلیجنز کا بنایا۔

رپورٹ کے بعد قاضی عبدالرشید صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک بیش بہا لیکچر دیا۔ جس میں دلائل قرآن و حدیث کے ساتھ حضرت صاحب کی صداقت کو مبرہن کیا۔ اور نہایت لطیف پیرایہ میں بیان کیا۔ پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پر بھی مفصل بحث کر کے ان کا رحمانی ہونا ثابت کیا۔ حاضرین میں احمدی و غیر احمدی احباب کی خاصی تعداد موجود تھی۔ جنھوں نے نہایت امن و سکون سے لیکچر سنے سامعین کی تواضع چائے اور بسکٹ سے کی گئی۔

کمترین

جعفر صادق احمدی کلرک دفتر ڈی۔ ٹی ایس آفس بغداد مغربی

تبلیغی دورے

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت حافظ روشن علی صاحب ضلع گورداسپور کیلئے۔ اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ضلع لاہور۔ ضلع لائلپور۔ گوجرانوالہ کیلئے۔ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ ضلع گجرات۔ ضلع جہلم ضلع سرگودہ و شاہپور کی تبلیغ کو منظم صورت میں قائم کرنے کیلئے مقرر کیئے گئے ہیں۔ یہ مولوی صاحبان کام شروع کرنے کے لئے عنقریب روانہ کئے جائینگے۔ مقامی احباب ان کیلئے تمام سہولتیں پیدا کر کے عنداللہ مشکور ہوں۔ زین العابدین نائب ناظر تالیف و اشاعت قادیان

ہندوستان کی خبریں

پرنس آف ویلز کی مشغولیت پشاور میں پشاور ۶ مارچ۔ پرنس آف ویلز نے میونسپلٹی کے ایڈریس خیر مقدم کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان کو یہ معلوم کرکے نہایت مسرت ہوئی۔ کہ چند سالوں کے اندر اس شہر نے تعلیم اور مادی خوشحالی کے معاملہ میں نہایت ترقی کی ہے۔ اور اس کی امید کی کہ سرحدی امن کی وجہ سے وہ اس قابل ہو سکینگے۔ کہ ان امور کی طرف اور زیادہ کوشش و سرگرمی سے کام لیں۔

پرنس آف ویلز کے اعزاز میں تمغہ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ہز رائل ہائی نس شہزادہ ویلز کے معائنہ ایچسن کالج لاہور کے اعزاز میں راجہ سر دیجیت سنگھ کے۔ بی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی نے ایک طلائی تمغہ پیش کیا ہے۔ جو ہر سال کالج مذکور کے اس طالب علم کو ملا کریگا۔ جو سال بھر کے امتحانوں میں زیادہ نمبر حاصل کرے۔ اور جسکا چال چلن پرنسپل کی نظر میں ہر طرح تسلی بخش ہو۔ ہز رائل ہائی نس نے اس سکیم کو منظور کر لیا ہے۔ اور تمغہ کا نام "پرنس آف ویلز میڈل" ہوگا۔

معاملات ترکی اور گورنمنٹ ہند دہلی ۷ مارچ۔ مدراس بمبئی۔ بنگال۔ صوبجات پنجاب۔ بہار و اڑیسہ۔ متوسط اور آسام کی حکومتوں ان کے وزرا اور حکومت سرحد کی بالاتفاق منظوری اور مشورہ کے بعد حکومت ہند نے ۲۰ فروری گذشتہ کو معاہدہ سیورے کی نظر ثانی کے متعلق وزیر ہند کے نام حسب ذیل تار روانہ کیا ہے۔

معاہدہ سیورے کی نظر ثانی کی ضرورت کی نسبت ہم ایک دفعہ پھر جبکہ یونان اور ترکی کے بارے میں کانفرنس ہونے والی ہے۔ ہز مجسٹی کی حکومت کے روبرو ہندوستان کے انتہائی جذبہ کو پیش کرنا اپنا لازمی فرض سمجھتے ہیں۔ مسائلہ کی پیچیدگی اور فوائد کے تصادم کا ہمیں پورا پورا علم ہے۔ جن پر غور کیا جانے والا ہے۔ لیکن جنگ عظیم میں اور بالخصوص عراق عرب اور فلسطین میں ہندوستان کی خدمات جہاں کامیابی زیادہ تر ہندوستان کی فوج کے ذریعہ ہی حاصل ہوئی ہے۔ اور جس میں مسلمان بھی شامل تھے۔ اور اس (ہندوستان) کی مسلم آبادی کی وسعت۔ مسائلہ ترکی کے متعلق ان کے مذہبی جذبات میں شدت کی بے چینی ہے۔ اور ہندوستانی مسلمانوں کے مقصد کو جو تائید عظیم ہندوستان سے حاصل ہوئی ہے۔ یہ تمام باتیں ہندوستان کو یہ مطالبہ کرنے کا مستحق ٹھیراتی ہیں۔ کہ اس کی آرزوؤں اور اس حد تک ان کے پورا کرنے پر کامل غور کیا جائے۔ جس حد تک وہ منصفانہ جائز اور معقول ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان کی توقعات کا کامل طور پر پورا کرنا ناممکن ہوگا۔ مگر ہم ان کے مطالبات کی نسبت ہز مجسٹی کی حکومت پر زور ڈالتے ہیں کہ آبنائے باسفورس کی غیر جانبداری کی حفاظت اور غیر ترکی آبادی کی ضمانت کا مناسب انتظام کرکے کہ ۱۔ قسطنطنیہ خالی کر دیا جائے۔ ۲۔ مقامات مقدسہ پر سلطان المعظم کا اقتدار قائم رکھا جائے۔ ۳۔ عثمانی تھریس کو ترکوں کے حوالہ کیا جائے۔ جس میں ایڈریانوپل کا مقدس شہر شامل ہو۔ اور سمرنا کا کامل علاقہ انہیں دیدیا جائے۔ ہمیں بوثوق اعتماد ہے کہ ہز مجسٹی کی حکومت ان خواہشات کو پورا پورا امکانی وزن دیگی۔ کیونکہ انکا پورا کیا جانا ہندوستان کے لئے نہایت ہی اہم ہے۔

مالابار کیلئے سرکاری قرضہ کی تجویز مدراس یکم مارچ۔ سپیشل کمشنر کی اس تجویز کو کہ مالابار کے ستم رسیدگان کو قرض دیا جائے حکومت مدراس نے منظور کر لیا ہے۔ اور احکام صادر ہونے والے ہیں۔ کہ پچاس ہزار کی رقم سپیشل کمشنر کے حوالے کر دی جائے۔

صوبجات متحدہ میں ایک تشویشناک تحریک الہ آباد ۳ مارچ۔ پائنیر لکھتا ہے۔ کہ اودھ میں ایکا کی جو تحریک پیدا ہوئی ہے تارکین موالات اور بدمعاش اس پر قبضہ کرکے اپنے مطلب کیواسطے استعمال کر رہے ہیں۔ عام حالت غیر تسلی بخش ہے فیض آباد کے علاقہ میں جرم بہت بڑھ رہا ہے۔ پولیس چونکہ انقلاب انگیزوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ اس لئے جرائم کی طرف کافی توجہ نہیں دے سکتی۔ سلطان پور میں خوفناک فساد ہوتے ہوتے بچ گیا۔ ہردوئی کی حالت بھی مخدوش ہے۔ تارکان موالات چوراچوری کے واقعات کو حکام کے سامنے فخریہ بیان کرتے ہیں۔

سر ہملٹن گرانٹ کا استعفیٰ دہلی ۳ مارچ۔ سر ہملٹن گرانٹ چیف کمشنر شمال مغربی سرحدی صوبہ کو اپنی اسامی سے مستعفی ہو جانے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

الہ آباد ۳ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ سر ہملٹن گرانٹ نے انڈین سول سروس سے استعفا دیدیا ہے۔

۱۷ موپلوں کو پھانسی کوئمبٹور ۶ مارچ۔ ۱۷ موپلہ قیدیوں کو جنہیں مارشل لا کی عدالت نے گولی مارنے کا حکم دیا تھا۔ سنیچر کے روز پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اور ان کی لاشیں مقامی مسلمانوں کے سپرد کر دی گئیں۔ پھانسی پائے ہوئے موپلوں کا یہ تیسرا کھیپ ہے۔ جو اس قبرستان میں دفن کیا گیا ہے۔

زمیندار کے نابینا ایڈیٹر پر مقدمہ حافظ سید احمد نابینا کو گرفتاری کے بعد عدالت میں پیش کیا گیا۔ حافظ صاحب نے اپنی نسبت اخبار کا ایڈیٹر ہونا تسلیم کیا۔ گرفتاری حسب ذیل مضامین کی بناء پر عمل میں آئی ہے۔ کراچی جیل میں حشر انگیزیاں مطبوعہ ۵-۶ فروری۔ زندہ دلان دہلی کے حقائق مطبوعہ ۷ فروری۔

حضور نظام کی سالگرہ ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام نے اپنی سالگرہ کے دن تقریب کا میں ایک شاندار ڈنر ترتیب دیا۔ جس میں تقریباً ۱۶۰ مہمان بشمول ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بیکانیر ہز ہائینس آغا خاں رزیڈنٹ اور مسز ناکس جنرل و مسز گوڈون اور مسٹر علی امام شریک تھے۔ یہ تقریب نہایت شاندار رہی۔

بابا گوروت سنگھ وغیرہ کی گرفتاری بیان کیا جاتا ہے کہ گوروت سنگھ کے جلوس پر تقریر کرنے کے سلسلہ میں امرتسر میں لالہ نندلال (منٹگمری)۔ محمد اسمٰعیل غزنوی۔ پنڈت دینا ناتھ لالہ برکت سنگھ اور بابا گوروت سنگھ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

ممالک غیر کی خبریں

سلطنت برطانیہ سے عربوں کو کیا ملتا ہے لنڈن ۳ مارچ - دار العوام میں ایک سوال کے جواب میں مسٹر چرچل نے کہا کہ سال رواں کے تخمینہ میں عربوں کے لئے ڈیڑھ لاکھ پونڈ رکھا گیا ہے جو مندرجہ ذیل طریق سے ادا کیا جائیگا۔

سلطان نجد کو پانچہزار پونڈ سالانہ اور بیس ہزار پونڈ یکمشت۔ شاہ حسین کو پانچہزار پونڈ ماہوار اگست ۱۹۲۱ء سے اور بیس ہزار پونڈ یکمشت اور باقی حکمرانوں کو دس ہزار پونڈ جن شرائط پر شاہ حسین کو ماہوار وظیفہ دیا جاتا تھا وہ ابھی پوری نہیں کی گئیں۔ اسلئے کوئی رقم سوائے اٹھارہ ہزار پونڈ کے ادا نہیں کی گئی ۞

عرب سلطنت برطانیہ کیلئے کیا کرتے ہیں۔ مسٹر جی لیمبرٹ نے دریافت کیا کہ عرب ہمارے واسطے اس رقم کے عوض کیا کرتے ہیں۔ مسٹر چرچل نے جواب دیا۔ یہ سوال کیا جائے کہ وہ کیا نہیں کرتے۔ ڈیڑھ لاکھ پونڈ ایک دیسی پلٹن پر ایک سال سے بھی کم عرصہ میں خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور جب سے موجودہ پالیسی پر عمل کرنا شروع کیا ہے۔ پچاس بٹالینیں واپس منگوائی گئی ہیں ۞

وزیر اعظم انگلستان کے مستعفی ہونے کا احتمال اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے پارلیمنٹری نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ اس بات پر بہت بے چین ہیں کہ پارلیمنٹ میں ان کے مستحق تائید ہونے کے باوجود ان کی تائید نہیں کی گئی۔ اور مسٹر چیمبرلین کو جو یونی انسٹوں کے سرگروہ ہیں۔ ایک چٹھی لکھی ہے۔ جسمیں درج ہے کہ آیندہ وہ اس قسم کی ذلت آمیز کارروائیاں برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر یہ کارروائیاں جاری رہیں۔ تو انہیں لازمی طور پر استعفیٰ دینا پڑیگا۔

کولیشن کا خطرہ رفع ہو گیا لنڈن ۴ مارچ - رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت متحدہ کا خطرہ بالفعل دور ہو گیا ہے۔ لارڈ برکن ہیڈ نے کل جو دعوت دی تھی۔ اس میں یونی انسٹوں کے اصرار کرنے پر وزیر اعظم نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ابھی وہ وزارت کے عہدہ پر بنے رہیں۔ کابینہ کے یونی انسٹ ممبروں نے مسٹر لائڈ جارج کو یقین دلایا ہے کہ وہ کولیشن کی تائید کی پوری کوشش کرینگے۔ مسٹر لائڈ جارج بدھ کے روز رخصت پر جائینگے۔ جہاں سے واپس آکر جینوا جائینگے۔ وزیر اعظم کی غیر حاضری میں مسٹر چیمبرلین نے آج کابینہ کی صدارت کی۔

مصر میں نیا دور قاہرہ ۶ مارچ - اہم عہدوں پر جہاں پہلے برطانی تھے۔ متعدد مصریوں کے تقرر سے نئی حکومت کا آغاز ہو گیا ہے کابینہ نے انگریزوں کو اعلیٰ مالی آسامیوں پر تعینات کر دیا ہے ۞

آئرش معاہدہ اور السٹر لنڈن ۴ مارچ پارلیمنٹ میں آئرش معاہدہ کے مسودہ قانون کی السٹر والوں نے سخت مخالفت کی اور کہا کہ ہم اس کے پاس کرنے کی کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتے۔ اور اجلاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ بحث مباحثہ کے دوران میں مسٹر چرچل نے وعدہ کیا۔ کہ اگر گورنر جنرل سے متعلق السٹر اور فری سٹیٹ کے درمیان اتفاق نہ ہو گا۔ تو شمالی آئرلینڈ کے لئے ایک اور گورنر جنرل مقرر کر دیا جائیگا۔

ترکی یونانی جنگ کی تیاریاں روما - ۲ مارچ - قسطنطنیہ کی خبر ہے۔ کہ ایشیائے کوچک میں دونوں یونانی اور ترک بہت ہی سرگرمی سے فوجی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بظاہر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ نزلی میں ترکوں کی دیکھ بھال کرنیوالی جماعتوں نے فوجوں کو پسپا کر دیا ہے۔ اور یونانیوں کے لئے سمرنا میں سامان آ رہا ہے۔

مکہ معظمہ میں خون خرابہ لنڈن ۳ مارچ - ریوٹر ایجنسی کو معلوم ہوا ہے کہ شریف حسین شاہ حجاز نے دست بردار ہونے کی دھمکی دی ہے۔ کیونکہ وہ بیس ترکی ٹمپیری (ترکی سکہ) فی جمعیت کے محصول کے دوبارہ اجراء کی وجہ سے بدنام ہو رہے ہیں۔ یہ ٹیکس پہلے ترکوں نے جاری کیا تھا۔ لیکن شریف حسین کی مخالفت کی بناء پر منسوخ کر دیا گیا تھا۔ جو مؤخر الذکر نے اب پھر شروع کر دیا ہے۔

مکہ میں بھاری محصول پر عام ناراضگی کی وجہ سے جنگ و جدال کا بازار گرم ہے۔ اس جنگ و جدال میں بہت سی جانیں ضائع ہوئی ہیں ۞

عربی وفد کو مسٹر چرچل کا جواب لنڈن - یکم مارچ - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ فلسطین کے اندر ناقلان وطن کی تعداد ایک ہزار نوسو انیس تھی۔ مسٹر چرچل نے ... ... عربی وفد کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ کہ یہودیوں کے قومی وطن کے قیام کے اصول سے گورنمنٹ منحرف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان سے برطانوی گورنمنٹ لیگ اقوام کے معاہدہ کے قبل سے وعدہ کر چکی ہے ۞

شاہ ایران پیرس میں لنڈن - یکم مارچ فرانسیسی علاقہ ریویریا میں قیام فرما ہوئے ہیں۔ یہاں پر ہز میجسٹی کچھ عرصہ دراز تک مقیم رہینگے۔

افغانی سفیر لنڈن میں لنڈن ۴ مارچ - سفارتی وفد لنڈن پہنچ گیا ہے۔ دفتر خارجہ اور سرکاری مہمانخانہ کے نمائندوں سے ملاقات ہوئی جب تک کوئی سفارت خانہ تجویز نہیں کر لیا جاتا۔ وفد گورنمنٹ کا مہمان رہیگا ۞

حبش میں بردہ فروشی لنڈن یکم مارچ - دار العوام میں مسٹر کیونڈش بینٹنک ہارمسورتھ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اسبات کا اعتراف کیا ہے کہ گورنمنٹ کو ایسی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ جن سے ملک حبش میں بردہ فروشی کے بڑے پیمانہ اور روز افزوں ترقی کن حالت میں موجود ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ میں اس معاملہ میں تحقیقات کر رہا ہوں ۞

جرمن پروفیسر کابل میں افغانستان اور جرمنی کے درمیان سفارتانہ تعلقات کے قیام کے ساتھ جرمن پروفیسر بیک ماہر علوم شرقیہ کو مغربی زبانوں کے پروفیسر کی ... کابل تک آنے کی اجازت دیدی گئی ہے ۞

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)